Lesson 5: Al-A'araaf (Ayaat 85 - 102): Day 21

سُوْرَةُ الْأَعْرَاف کی تفسیر

اَب قوم مقابلے پر کھڑی ہے۔ ایک طرف نبیؑ ہے اور ایک طرف نافرمان مشرک قوم کے لوگ۔
ایک وقت آتا ہے کہ انسان اولاد سے بھی اسی طرح منہ موڑلیتا ہے کیونکہ وہ حد سے گزر جاتے ہیں۔

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ
﴿۹۳﴾ پھر ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیے
اور میں نے تمہارے لیے خیر خواہی کی پھر کافروں کی قوم پر میں کیوں کر غم کھاؤں (۹۳)

ایک ایک لفظ میں آنسوؤں کے ساتھ دکھ کا اظہار ہو رہا ہے۔ یعنی تم پر اَب مجھے افسوس بھی نہیں رہا۔
نبیؑ اپنی قوم سے اُتنا ہی پیار کرتے ہیں جتنا والدین اپنی اولاد سے۔ وہ اپنی قوم کے لئے مخلص اور خیر خواہ
ہوتے ہیں۔ نبیؑ کو پتا تھا کہ جیسے ہی میں اس قوم سے نکلا۔ اللہ کا فیصلہ آ جانا ہے۔ وہ اپنے چند نیک
ساتھیوں کو لے کر وہاں سے نکل گئے۔

نبیؑ ایک طرح سے اللہ کی عدالت ہوتے ہیں۔ جب لوگ اللہ کے حکموں اور عدالت کا انکار کر دیتے
ہیں۔ پھر اُس قوم کو سزا ہو جاتی ہے۔ جب نبیؑ کسی قوم سے نکل جاتے ہیں تو وہ قوم مُردہ ہو جاتی ہے۔
نبیؑ کسی بھی قوم کے لئے جسم میں روح کی طرح ہوتے ہیں۔

ہمیں بھی اپنے اندر یہ دَرد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ کا حکم ہے کہ ایسی قوم پر افسوس بھی نہیں کرنا۔ وہ اس لئے کہ جب انسان غم اور فکر میں پڑ جاتا ہے
تو بیمار ہو جاتا ہے اور اپنا وقت انہی لوگوں پر ضائع کرتا ہے جن کے دِل سخت ہو گئے ہوتے ہیں۔ اس

لئے بہتر ہے کہ نبیؑ اپنا وقت ایسے لوگوں کے ساتھ گزاریں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں تا کہ نیک لوگوں کی تربیت کی جائے۔ نہ کہ مشرکوں پر وقت ضائع کیا جائے۔ روگ نہیں لگانا۔

اللہ اپنے نبیوںؑ کا امتحان لیتا ہے۔ کہ ان کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ اپنے خاندان اور بستی والوں کو چھوڑ کر ہجرت کر جاؤ۔ اس قوم پر تین عذاب آئے تھے۔ آسمان سے آگ برسی تھی۔ چنگھاڑ آئی تھی۔ کلیجے پھٹ گئے۔ تیسرا زمین ہل گئی تھی۔

غرض یہ ہے کہ یہ تینوں عذاب ان پر ایک ساتھ آئے۔ ادھر بادلوں سے شعلہ باری ہونے لگی، آگ برسنے لگی۔ ادھر سخت کڑاکے کی آواز آئی، ادھر زمین پر زلزلہ آیا۔ نیچے اوپر کے عذابوں سے دیکھتے ہی دیکھتے تباہ کر دیئے گئے، سب اپنی اپنی جگہ ڈھیر ہو گئے۔ یہ تو یہاں سے مومنوں کو نکالنا چاہتے تھے اور انہیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ ایسے برباد ہونگے کہ اُن کا نام ونشان مٹ جائے گا۔

اپنا محاسبہ کریں۔ لوگوں کے لئے خیر خواہ بن جائیں۔

اپنے آپ کو مکہ کی گلیوں میں محسوس کریں۔ اللہ کے نبیﷺ یہ پیغام مکہ والوں کو دے رہے تھے۔ یہی کہانیاں وہ لوگ بھی سُن رہے تھے۔ اُن کو یہ سب بہت اچھی طرح سمجھ بھی آ رہا تھا۔ پوری سورت اسی موضوع پر چل رہی ہے کہ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔

آزمائشیں، عذاب، انعام اور مہلت ہمیں کیا سکھاتے ہیں؟

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّبِىٍّ اِلَّاۤ اَخَذۡنَاۤ اَهۡلَهَا بِالۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمۡ يَضَّرَّعُوۡنَ ﴿۹۴﴾

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی کریں (۹۴)

یہ ہے اللہ کا قانونِ پکڑ۔ اللہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ رسول یا نبی آتا ہے (آج کے دَور میں آپ مبلغ یعنی اللہ کے دین کی بات بتانے والا / والی کہہ لیں) تو اللہ ایسی قوم پر سختی کرتا ہے۔ تا کہ وہ اللہ کے آگے جھک جائیں۔ دین کی طرف آنے والے لوگوں پر سختی ہے۔ تا کہ اللہ اُن کی استقامت بھی چیک کر لے اور اُن میں عاجزی پیدا ہو جائے۔

مثال: گھی یا مکھن کو پگھلائیں تو نرم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ایمان والے کے دِل کو اللہ سختی میں ڈال کر نرم کر لیتا ہے۔

مکہ والوں کے ماحول میں کوڑے تھے، چوٹیں تھیں۔ باتیں سُننی پڑتی تھیں۔ آج کے دَور میں بھی طعنے ہیں اور معاشرتی دباؤ ہے۔ آزمائش اور سختی سے انسان فطرت کے قریب ہوتا ہے۔ جب انسان کے پاس سب کچھ ہوتا ہے تو وہ لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کو بھول جاتا ہے۔ خوشحالی میں اکثر لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ مثال جیسے جسمانی بیماری ہمیں ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہے۔ روحانی بیماری اور مصیبت ہمیں اللہ کے دین کے قریب اور اللہ کے دین کی باتیں کرنے والوں کے قریب کرتی ہے۔

مشکل حالات اللہ کو پالینا خوش قسمتی ہے۔ مشکل گزرنے کے بعد اللہ کو یاد رکھنا اس سے بھی بڑی خوش قسمتی ہے۔ سہولتیں، آسائشیں اور اللہ کی نعمتیں ہمارے دِل کو سخت کر دیتی ہیں۔ ہم ان چیزوں میں اتنا کھو جاتے ہیں کہ اللہ کو اور قرآن کو بھول جاتے ہیں۔

کچھ لوگوں کے بچوں کی شادی ہی آجائے تو قران کلاس سے دو تین ہفتوں کی چھٹی پر چلے جاتے ہیں۔

میرا جینا مرنا میرے رَبّ کے لئے ہے۔ گرمی سردی، بیماری صحت، دُکھ سُکھ میں اللہ کو یاد رکھیں۔

آپ کا دِل اللہ سبحان و تعالیٰ، اللہ کے پیارے نبی ﷺ اور قرآن سے جُڑا رہنا چاہیئے۔

چھوٹی چھوٹی مشکلات اور آزمائشوں پر گھبرائیں نہ کیونکہ اللہ یہ مصیبت اس لئے بھیجتا ہے ہم عاجزی کریں۔ ' لَعَلَّهُمۡ يَضَّرَّعُوۡنَ ' ۔ اللہ کو اپنی عاجزی دکھائیں۔

' بِالۡبَاۡسَآءِ ' ب ئ س۔ مالی تنگی، غربت کو کہتے ہیں۔ ایک بھائی نے حدیثِ رسولؐ میں سُنا کہ بار بار حج اور عمرہ کریں تو مالی تنگی ختم ہو جاتی ہے۔ وہ عمرہ کرنے گئے واپس آئے تو مزید مشکل میں گھر گئے۔ یہ اللہ کی آزمائش ہے۔ مصیبت میں صبر کریں اور عاجزی کریں۔

وَالضَّرَّآءِ ۔ ض ر ر۔ بعض اوقات دین پر آئیں تو بیماری آجاتی ہے۔

یہ مشکلات ہماری آزمائش کے لئے آتی ہیں۔ اللہ آپ کو اپنے قریب کرنا چاہتا ہے۔ آپ کے درجات بلند کرتا ہے۔ اللہ سے باتیں کریں اور اپنے آپ کو اللہ کے قریب محسوس کریں۔

اسٹیپ نمبر 2: یعنی پھر مشکل اور مصیبت کے بعد کیا ہوتا ہے؟

ثُمَّ بَدَّلۡنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الۡحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوۡا قَدۡ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۹۵﴾ پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی بدل دی یہاں تک کہ وہ زیادہ ہو گئے اور

کہنے لگے کہ ہمارے باپ داداؤں کو بھی تکلیف اور خوشی کا وقت آیا تھا پھر ہم نے انہیں اچانک پکڑا اور ان کو خبر نہ ہوئی(۹۵)

مشکلات دُور ہو گئیں۔ سب کام ہونے لگے۔ سب خواہشیں پوری ہونے لگیں۔ بڑا گھر مل گیا۔ کاروبار کامیاب ہو گیا۔ بچوں کے رشتے اچھی جگہ ہو گئے۔

عربی کے کچھ لفظ دونوں معنی میں آتے ہیں۔ ' عَفَوْا ' ایک معنی مٹا دینا۔ معافی اور دوسرا معنی بڑھانا۔

یعنی خوب پھلے پھولے۔ تو انہوں نے کہا کہ تکلیف اور خوشی تو آتی جاتی رہتی ہے۔ یعنی دنیاداری میں اللہ کی نعمتوں کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اللہ سے نہیں ڈرتے۔

آیت 94 کے مطابق مصیبت اللہ کی نعمت ہے۔ اور آیت 95 کے مطابق نعمت اللہ کا عذاب ہے۔

اللہ کا قانونِ پکڑ، پہلے تکلیف ملتی ہے۔ دل نرم ہو جاتا ہے۔ بندہ عاجزی کرتا ہے۔ رَبّ یاد رہتا ہے۔

اپنے اوپر لے کر دیکھیں۔ ہم کیا کرتے ہیں؟

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی(۹۶)

پہلا درجہ کہ ایمان لاتے پھر یہ کہ تقویٰ والے ہوتے تو اللہ اُن پر برکات نازل کرتا۔

بَرَکٰتٍ ۔ب ر ک: لفظی معنی اونٹنی کا بیٹھنا۔ کثرت ہو جانا۔ تھوڑے مال میں برکت ہو جانا۔

ایمان اور تقویٰ دو چیزیں ہیں۔ ایمان یہ کے لا الہ الا اللہ پر دِل جم جائے۔ اللہ کی بڑائی کا احساس ہو جائے۔

تقویٰ عمل میں اطاعت اور نیت میں خلوص۔

جب انسان ایمان لاتا ہے تو وہ ظاہری طور پر شریعت پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن اندر روح نہیں ہوتی۔ ایک مکینکل سسٹم ہوتا ہے۔ یہ کرو اور یہ نہ کرو والا ایمان۔

تقویٰ سے انسان میں اللہ کی فرمانبرداری آجاتی ہے۔

"۔۔تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔۔۔'

اوپر والی آیت میں اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ اگر میری فرمانبرداری کرتے تو دولت ملتی۔ تو کوئی ہمارے مسلمان بہن بھائیوں کو بتا دے کہ کوئی غیر ملکی ایڈ نہیں چاہیئے۔ اپنی قوم کو یہ 'اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا' سبق دے دیں۔ چلیں قوم کو تو بعد میں لیکن اپنے گھر میں تو یہ پیغام دے دیں۔ 'اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا' خود بھی اس پر عمل کر لیں۔

'۔۔۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی (٩٦)۔'

یہ کونسے اعمال تھے؟ کہ انہوں نے حرام کمائی کی۔ یا پھر کمائی حرام جگہ پر خرچ کی۔ مال کا کثیر حصّہ ہم نافرمانی میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اور یہ بُرے اعمال بھی ہیں جن کی وجہ سے پکڑ ہو گی۔

قومِ شعیب کیوں ماری گئی؟

اللہ لوگوں کو اس لئے پکڑتا ہے کیونکہ وہ نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ کی حدود سے نکل جاتے ہیں۔

اَب اگلی آیات کو اپنے اوپر لے کر دیکھیں۔ ہر سوال اپنے آپ سے پوچھیں؛

اَفَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا بَيَاتًا وَّهُمۡ نَآئِمُوۡنَؕ ﴿۹۷﴾ کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے جب وہ سو رہے ہوں (۹۷)

ان کو اللہ کی پکڑ کا کوئی ڈر نہیں ہے؟ اگر آج رات ہم سوئیں اور کوئی عذاب آجائے؟

اَوَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًى وَّهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۸﴾ یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں (۹۸)

یعنی کوئی شاپنگ میں مصروف ہے۔ کوئی کہیں کھیل تماشوں میں لگا ہے۔ ہر دِن اللہ کا ایک تحفہ ہے۔ اللہ ہر دِن سورج اور ہوائیں بھیجتا ہے۔ امام ابنِ قیمؒ کا قول ہے کہ اے ابنِ آدم اللہ تجھے ہر روز کون کونسی نعمتیں بھیجتا ہے اور تو ہر رات کو بیٹھ کر سوچ کہ تو نے اُس دِن اللہ کو کیا بھیجا؟

اَفَاَمِنُوۡا مَكۡرَ اللّٰهِ‌ۚ فَلَا يَاۡمَنُ مَكۡرَ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۹۹﴾ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے مگر نقصان اٹھانے والے (۹۹)

صحابہ کرامؓ اور ہمارے اسلاف تو نیکیاں کر کے بھی ڈرتے رہتے تھے۔ ہم کیسے مسلمان ہیں کہ گناہ کر کے بھی کہتے ہیں کہ اللہ معاف کر دے گا کوئی بات نہیں۔ گناہ کر کے اللہ کی پکڑ کو بلاتے ہیں۔

اپنے ارد گرد کے حالات دیکھ لیں۔ ہم تو اپنے بھی نہیں ہیں۔ انسان کو سکون ہی نہیں ہے۔

مجھے اللہ سے کتنا خوف ہے؟ اللہ کی پکڑ آ گئی تو کیا ہو گا؟ اپنا محاسبہ کریں۔

آپ نے خبروں میں کئی دفعہ دیکھا ہو گا۔ اچانک کچھ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ مر جاتے ہیں۔ کہیں آگ لگ گئی۔ کہیں زلزلہ آ گیا۔ کہیں موسیقی کا شو ہو گیا تھا وہاں آگ لگ گئی کئی لوگ مر گئے۔ کسی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

اللہ کی پکڑ کا ڈر انسان کو اللہ کی پکڑ سے بچا لیتا ہے۔

اَوَلَمۡ يَهۡدِ لِلَّذِيۡنَ يَرِثُوۡنَ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِ اَهۡلِهَاۤ اَنۡ لَّوۡ نَشَآءُ اَصَبۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ‌ ۚ وَنَطۡبَعُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾

کیا اُن لوگوں پر جو زمین کے وارث ہوئے ہیں وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیں اور ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ نہیں سنتے (۱۰۰)

کیا تم نے قومِ شعیب سے کوئی نصیحت لی؟ صرف نقصان اُٹھانے والے ہی اللہ سے بے خوف ہوتے ہیں۔

جو لوگ اللہ سے بے خوف ہوتے ہیں۔ اللہ اُن کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔ پھر اُن کو ہدایت نہیں ملتی۔ دعا کریں کہ اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ کرے۔ آمین

بخاری و مسلم میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مومن پر تعجب ہے۔ اس کی دونوں حالتیں انجام کے لحاظ سے اس کے لئے بہتر ہوتی ہیں۔ یہ دکھ پر صبر کرتا ہے، انجام بہتر ہوتا ہے۔ سکھ پر شکر کرتا ہے، نیکیاں پاتا ہے۔(صحیح مسلم:2999)

ایک اور حدیث میں ہے: بلاؤں کی وجہ سے مومن کے گناہ بالکل دور ہو جاتے ہیں اور پاک صاف ہو جاتا ہے۔ ہاں منافق کی مثال گدھے جیسی ہے جسے نہیں معلوم کہ کیوں باندھا گیا اور کیوں کھولا گیا؟ (مسند احمد:287/2: حسن)

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

یہ بستیاں ہیں جن کے حالات ہم تمہیں سناتے ہیں بے شک ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے پھر اس بات پر ہرگز ایمان نہ لائے جسے پہلے جھٹلا چلے تھے کافروں کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے(۱۰۱)

اب تک ہم نے پانچ رسولوں کا قصّہ پڑھ لیا ہے۔ نوح، ھود، صالح، لوط اور شیعب علیہم السلام اجمعین۔

اگلے نبیوں کے ساتھ بھی مذاق اڑائے گئے لیکن نتیجہ یہی ہوا کہ ایسے مذاق کرنے والوں کا نشان مٹ گیا۔ ایسے گھیرے گئے کہ ایک بھی نہ بچا۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں سچی ہیں، اس کے وعدے اٹل ہیں۔ وہ ضرور اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو نیچا دکھاتا ہے۔

ایک دفعہ بندہ ہدایت سے منہ موڑلیتا ہے تو پھر گمراہی کے راستے پر چل پڑتا ہے۔ وہ اپنی غلطی کو تسلیم بھی نہیں کرتا۔ کچھ لوگ اپنی غلط بات کو بھی دلیلوں سے صحیح ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ہدایت عاجزی پانے والوں کو ملتی ہے۔ جیسے بیج صرف نرم زمین میں ہی بویا جاسکتا ہے۔ اسی طرح صرف نرم دِل ہی اللہ کی ہدایت پاتے ہیں۔ صرف نرم دِل میں ہی ایمان کا پودے کا بیج ڈالا جاسکتا ہے جو بعد میں خوب پروان چڑھتا ہے۔

دوسروں کے حالات سے نصیحت لیں۔ عام طور پر لوگ کہانیوں کے لئے فلمیں دیکھتے ہیں، میگزین پڑھتے ہیں۔ قرآن آپ کو سچی کہانیاں بھی سکھاتا ہے اور عبرت لینے کی دعوت بھی دیتا ہے۔

انسان کی سوچ بدل جاتی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ ہمیں ہدایت پر رکھے۔ آمین

وَمَا وَجَدۡنَا لِاَكۡثَرِهِمۡ مِّنۡ عَهۡدٍ‌ۚ وَاِنۡ وَّجَدۡنَاۤ اَكۡثَرَهُمۡ لَفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾

اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا اور ان میں سے اکثر نافرمان پایا (۱۰۲)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ ان سب کے پاس ہمارے رسول حق لے کر پہنچے، معجزے دکھائے، سمجھایا، بجھایا، دلیلیں دیں لیکن وہ نہ مانے اور اپنی بدعادتوں سے باز نہ آئے۔ جس کی پاداش میں ہلاک ہوگئے۔ صرف ماننے والے بچ گئے۔

اکثر لوگوں نے رسولوں کی ناقدری کی۔

کیسے پتا چلے کہ میرے اوپر کوئی تکلیف آئی ہے تو کیا یہ اللہ کی طرف سے کوئی آزمائش ہے یا میرے لئے کوئی رحمت ہے؟

اگر تو آپ پر کوئی مشکل یا مصیبت آئی اور آپ نے اللہ کی طرف رجوع کر لیا، توبہ کر لی۔ قرآن سے جڑ گئے تو یہ آزمائش اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ آپ کے درجے بلند ہونگے۔ انشاءاللہ

اگر کسی غم یا خوشی کے بعد آپ اللہ سے دُور ہو گئے، ایمان کا گراف نیچے چلا گیا۔ تو وہ غم یا خوشی آپ کے لئے سزا بھی ہو سکتی ہے۔ خوشی اور غم امتحان کے دو پرچے ہیں۔ ان کے برابر نمبر ہیں۔

بعض اوقات اللہ کی نعمتیں پانے والا اللہ کی پکڑ میں ہوتا ہے۔

اپنا جائزہ لیں۔ کیا میرے پاس نعمتیں ہیں؟ کیا میرا ایمان کا گراف بلند ہو رہا ہے؟

مصیبت انسان کی اُستاد بن جاتی ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ آپ اُس سے کوئی سبق لے لیں۔

کیا میری اولاد نعمت ہے یا آزمائش ہے؟ کیا میں خوشی کے مواقع پر اللہ کو ناراض تو نہیں کرتی؟

اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے دِلوں کو حق کے لئے کھول دے۔ آمین